محمدیہ پاکٹ بک

بجواب

احمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری مرحوم



المکتبۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ احزاب ۲۲

محمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ صاحب معمار مرحوم امرتسری ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء

فاضل مرزائیات

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ، لاہور ۲

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۴

طابع — حافظ احمد شاکر

مطبع — زاہد بشیر پرنٹرز ۔ لاہور

ناشر — المکتبۃ السلفیۃ لاہور

کل صفحات — ۳۲

رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

اپریل ۱۹۸۹ء



کے قائل تھے۔ آپ نے آیت متوفیک کے معنے ممیتک کے ہیں:۔

الجواب یہ سراسر افترا، دروغ بے فروغ اور فریب بیابانی ہے جملہ صحابہ کرام میں سے مبحث حیات مسیح کے ٹھوس، واضح، عیاں، اور قطعی فیصلہ کن پہلو یعنی لفظاً آسمان کے ساتھ ان کا اٹھایا جانا، ابھی تک حیات ہونا۔ آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا کے متعلق حضرت ابن عباس پھر حضرت ابو ہریرۃ پیش پیش ہیں۔ کما مر بیانہ۔ بطور اختصار اس جگہ بھی دو یا تین روایات لکھی جاتی ہیں ملاحظہ ہو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:۔

(۱) فرفعه الى السماء اٹھا لیا عیسےؑ کو خدا نے آسمان پر
(نسائی ابن مردویہ)

(۲) اجتمعت اليهود على قتله فاخبره الله بانه يرفعه الى السماء یہود جب مسیح کو گرفتار کرنے کو اکٹھے ہو کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آسمان پر اٹھا لے جانے کی خبر دے کر اطمینان بخشا (سراج منیر)

(۳) وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته قال قبل موت عيسى (ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۲) آخر زمانہ میں اہل کتاب حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ ہم سابقاً لکھ آئے ہیں لفظ توفی اگرچہ بحسب وضع پورا لینے کے معنوں میں ہے مگر مجازی طور پر موت کے معنے بھی ہو سکتے ہیں

ومن المجاز توفی فلان وتوفاه الله وادركته الوفاة
(اساس البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ وتاج العروس جلد ۲ صفحہ ۳۴۲)

نوٹ۔ ان ہر دو بیانات کو مرزائی پاکٹ بک میں لکھا ہے (صفحہ ۳۱۰) مگر اسی قدیم سنت یہود پر عمل کرتے ہوئے الفاظ ومن المجاز چھوڑ دیئے ہیں۔ ترجمہ عبارت کا یہ ہے کہ فلاں شخص کی توفی ہو گئی۔ اس کو وفات نے پالیا۔ اسکو خدا نے توفی کر لیا۔ یہ سب مجازی معنے ہیں جو موت و فوت پر دال ہیں:۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضؓ بھی متوفیک کے معنے موت کرتے تھے۔ مذہب ان کا یہ تھا کہ :-

(۱) عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ انی متوفیک الآیہ رافعک ثم ممیتک فی آخر الزمان (الدر المنثور ص۳۶ ج۱) یعنی اے عیسیٰ میں تجھے آسمان پر زندہ اٹھانے والا ہوں۔ آخری زمانہ میں وفات دوں گا۔

(۲) والصحیح ان اللہ تعالیٰ رفعہ من غیر وفاۃ ولا نوم قال الحسن و ابن زید وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباس (تفسیر ابی السعود) یعنی اصلیت یہ ہے کہ خدا نے مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا بغیر وفات کے اور بغیر نیند کے جیسا کہ حسن اور ابنِ زید نے کہا اور اسی کو اختیار کیا ہے، طبری ابن جریر نے، اور یہی صحیح ہے ابن عباس رضؓ سے۔

حاصل یہ کہ ابنِ عباس رضؓ اس جگہ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں یعنی رفع آسمانی ہو چکا، آئندہ وفات ہو گی۔

مرزا اور مرزائیوں کی گستاخانہ روش اپنے مطلب کو تو مرزا صاحب نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی خوب تعریف کی اور لکھا کہ وہ قرآن کو سب سے زیادہ اور اچھا سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے اس بارے میں ان کے حق میں دعا کی ہوئی تھی (ازالہ اوہام)

مگر جونہی اس آیت پر پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ میری نفسانیت کو توڑنے والے سب سے پہلے انسان حضرت ابن عباس رضؓ ہیں تو انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، جھٹ سے فتویٰ لگا دیا کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل متعصب۔ پلید۔ یہودی لعنتی، محرف ہیں (معاذ اللہ سناقل)۔ (ضمیمہ نصرۃ الحق ص۱۶۳-۱۶۴ طبع ۲)

معاذ اللہ، استغفر اللہ۔ کس قدر شوخی و گستاخی و بدتہذیبی ہے کہ ایک صحابی

رسول ﷺ۔ ابن عم محمد صلعم اور کئی ایک بہترین امت مفسرین و محدثین رضی اللہ تعالیٰ
عنہم کو اختلاف آراء کی وجہ سے ہر ممکن دشنام کا حقدار بنایا ہے۔ سچ ہے کہ
منافق کی علامت ہے کہ وہ بدگوئی میں اول نمبر ہوتا ہے۔

وفیہ علم نحو ادب و بلاغت کی کتابوں میں بالاتفاق موجود ہے کہ حرف واؤ
میں ترتیب ضروری و لازمی نہیں ہوتی الواو للجمع المطلق لا
ترتیب فیھا رہ فیروغیرہ ان الواو فی قولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک انی لا تفید
الترتیب فالآیۃ تدل علی انہ تعالیٰ یفعل بہ ھذہ الافعال فاما کیف
یفعل ومتی یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل وقد ثبت بالدلیل
انہ حی وورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ینزل و یقتل
الدجال ثم ان اللہ یتوفی بعد ذالک (تفسیر کبیر جلد ۲) یعنی آیت
انی متوفیک ورافعک الخ میں واؤ ترتیب کیلئے
نہیں ہے آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسیح سے کئی وعدے کئے ہیں مگر یہ بات وہ
کیسے کریگا اور کب کریگا یہ محتاج دلیل ہے اور البتہ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے
کہ مسیح زندہ ہے اس بارے میں آنحضرت صلعم کی خبر موجود ہے کہ وہ نازل ہوگا
اور دجال کو قتل کریگا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں وفات دیگا۔

واؤ کی ترتیب کیلئے نہ ہونے پر قرآن سے مثالیں

(۱) وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (سورۃ نحل ع ۱۱ پ ۱۴)

خدا نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا اس حال میں کہ تم کچھ نہ جانتے
تھے اور بنائے تمہارے کان اور آنکھیں و دل۔ تا کہ تم خدا کا شکریہ کرو۔
اس آیت میں پیدائش ہر انسان کی پہلے ذکر کی اور کان آنکھوں اور دل کا
بنانا پیچھے۔ حالانکہ پیدائش سے پیشتر ماں کے پیٹ کے اندر یہ سب چیزیں بچہ میں

ؔ یہ آیت سورۃ بقرہ رکوع ۶ میں ہے ۱۲ منہ۔

موجود ہوتی ہیں ؛

(۲) شرح رضی میں مصنف مرحوم لکھتے ہیں ولو کانت لترتیب لناقض قولہ تعالیٰ وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ قولہ فی موضع اخری[1] وقولوا حطۃ وادخلوا الباب سجدا اذ القصۃ واحدۃ (رضی شرح کافیہ ص۳۰۵) اگر واؤ کو ترتیب کے لئے سمجھا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے۔ آیت میں ہے کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو حطۃ مگر دوسری جگہ یہ مفہوم ان الفاظ میں لکھا ہے "کہو حطۃ" اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے حالانکہ ایک آیت میں حطۃ کو پہلے فرمایا اور دوسری میں پیچھے ؛

(۳) اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ۔ (بقرہ ع ۵) نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرو ؛

اس جگہ بھی اگر ترتیب سمجھی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جب بھی زکوٰۃ دینی ہو، اس کے پہلے نماز پڑھی جائے اور زکوٰۃ دینے کے بعد رکوع کیا جائے۔ حالانکہ منشاء خداوندی یہ نہیں ہے مقصود صرف یہ ہے کہ ان کاموں کو اپنے اپنے موقع و محل پر کرو۔ ترتیب کا لحاظ نہیں ۔

الغرض اس قسم کی بیسیوں نہیں، سینکڑوں بلکہ ہزاروں امثلہ قرآن و حدیث سے مل سکتی ہیں ۔

مرزا صاحب کا اپنا مذہب واؤ میں ترتیب لازمی نہیں

یہ تو سچ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ صرف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو لیکن اس میں کیا شک ہے کہ خدا تعالیٰ اس آیت میں فقرہ متوفیک کو پہلے رافعک کو بعد × بہر حال ان الفاظ میں ترتیب ہے جن کو خدا نے اپنی ابلغ و افصح کلام میں اختیار کیا ہے۔ الخ ہمارا

[1] یہ آیت سورۃ الاعراف رکوع ۲۰ میں ہے ۱۲ منہ۔

استبعاد نہیں کہ ہم بلا وجہ اس ترتیب کو اٹھا دیں اور اگر قرآن شریف کے اور مقامات میں مفسرین نے ترتیب موجودہ کے خلاف بیان کیا ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ انہوں نے خود ایسا کیا بلکہ نصوص حدیثیہ نے اسی طرح ان کی شرح کی تھی یا قرآن شریف کے دوسرے مواضع کے قرائن نے اس بات کے ماننے کے لئے انہیں مجبور کر دیا تھا کہ ظاہری ترتیب نظر انداز کی جاسکے۔

(تریاق القلوب ص۱۴۸ طا حاشیہ ۲۵۲)

برادران! ملاحظہ فرمائیے مرزا صاحب صاف اقراری ہیں کہ واوٗ ہمیشہ ترتیب لازمی نہیں اور نصوص احادیث و قرائن قرآن کی بنا پر قرآن کی ترتیب موجودہ کو بدل لینا جائز ہے جن مفسرین نے ایسا کیا ہے از خود نہیں کیا۔ بلکہ قرآن و حدیث نے انہیں ظاہری ترتیب نظر انداز کرنے پر مجبور کر دیا" پھر اگر اس آیت میں حضرت ابن عباسؓ نے رافعک کو پہلے اور متوفیک کو بعد وقوع ہونے والا سمجھا تو کیا ظلم کیا۔ ایسا ہی دیگر تمام مفسرین نے بھی کون سا برا کام کیا۔

پھر مرزا صاحب نے جو جوش میں آکر تمام قائلین عدم ترتیب کو گالیاں دی ہیں یہ مجرمین کے مغضوب الغضب ہونے کی دلیل نہیں تو کیا ہے۔ حاصل یہ کہ حضرت ابن عباسؓ حیات مسیح کے قائل تھے۔ ان پر وفات کا اتہام لگانے والا مفتری کذاب ہے:

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایسا ہی حضرت امام حسنؓ پر بہتان باندھا ہے کہ انہوں نے وفات حضرت علیؓ کے خطبہ میں کہا لقد قبض اللیلۃ عرج فیہ بروح عیسی ابن مریم (طبقات کبری جلد ۳ ص۲۱) مرزائی پاکٹ بک ص۲۳۳:

الجواب:۔ اول تو طبقات کبریٰ کوئی مستند کتاب نہیں کہ محض اس کا نقل کرنا ہی دلیل صداقت سمجھا جائے۔ مرزائیوں پر لازم ہے۔ کہ اس کی سند بیان کریں۔